قرآن کریم کے جاپانی تراجم: (اجمالی تعارف)

تحریر: محمد القاسم صفا ساوادا

ترجمہ وتلخیص: ڈاکٹر احمد خان*

[یہ مضمون مرکز ترجمۂ قرآن مجید بہ زبان ہای خارجی-قم، کے آرگن ''ترجمان وحی'' کے شمارہ ۸ (۲۰۰۱ء) میں چھپا ہے، جو محمد القاسم صفا ساوادا کی (غالبًا فارسی میں) کوشش ہے۔ مضمون نگار خود جاپانی مسلمان ہیں اور قرآن کریم کے مترجم ہیں جو اس میدان میں ایک عرصہ سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ پہلی دفعہ ۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔ اس ترجمہ پر مزید نظرثانی بلکہ نظر ثالث بھی کر چکے ہیں۔ نظرثانی کا حامل نسخہ ۲۰۰۱ء کے شروع میں محدود تعداد میں شائع ہوا۔ اب نظر ثالث والے نسخے کی طباعت کا کام ہو رہا ہے۔ ممکن ہے چھپ بھی گیا ہو۔ جناب ساوادا صاحب جاپان کے مرکزی علاقے کے ایک شہر گیفو (Gifu) میں ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے، والدین شنتومت کے پیروکار تھے چنانچہ صفا صاحب ۵۰ سال تک اس مذہب کی خدمت و دفاع میں لگے رہے، بعدازاں نعمت اسلام سے سرفراز ہوئے اور پھر کچھ عرصہ بعد ایک خاص فرقے کی طرف مائل ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز ہے۔ جاپان میں ایک مذہبی ادارے کے سربراہ ہیں۔ان کا یہ مضمون اگرچہ گہرائی کا حامل نہیں ہے تاہم جاپانی زبان میں قرآن کریم کے تراجم کا اجمالی تعارف پیش کرتا ہے، جو دلچسپی سے خالی نہیں۔ مترجم]۔

۲۰۰۰ء سے گزشتہ اسّی (۸۰) سال کے دوران قرآن کریم کے تیرہ ترجمے جاپانی زبان میں معرض وجود میں آ چکے تھے جو بارہ مسلمان و غیرمسلم علماء کی ہمت و کوشش کا نتیجہ ہیں۔ ان میں اکثر زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ اس ضمن میں پہلی کوشش جاپان کے چند علماء کے توسط سے ہوئی، جن کا مقصد قرآن کا دیگر مذاہب کی کتب سے تقابل مطلوب تھا۔ چند ایک مقامات کے بجز کہ جہاں مترجمین نے آیاتِ قرآنی کو اچھے انداز سے لیا ہے، دیگر جملہ قرآن میں ترجمہ کے دوران ہدف

---

* مرکز حمایۃ المخطوطات العربیہ، ۳۲۳، شہزاد ٹاؤن، اسلام آباد

DMHL

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

اوّل کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ بدیں وجہ بہت سے مقامات ایسے ہیں جن میں درست ترجمہ کے لئے قرآن کریم سے بھی مدد لی جا سکتی تھی، کوئی خاطرخواہ کام نہیں ہوا۔

جاپان کے ایک الگ تھلگ جزیرہ ہونے اور اس کے تعلقات دوسری دنیا سے نہ ہونے کے برابر رہنے نیز وہاں کسی مذہبی تبلیغ کے ممنوع ہونے کے سبب سے اس کے دنیا بھر کے ممالک سے علمی روابط کی قطع تعلقی کوئی تین سو سال تک رہی ہے، جس کا سبب وہاں کے فیوڈل حاکم بھی تھے۔ اس وجہ سے جاپان میں کوئی مذہب خاص طور پر عیسائیت اور اسلام کو کوئی خاطرخواہ نفوذ حاصل نہ ہو سکا۔ اس کے باوصف یہاں چند حضرات ایسے موجود تھے جو اسلام کے اصولوں سے واقفیت اور قرآن کریم کی تعلیمات سے آشنائی چاہتے تھے۔ اس وقت یعنی کوئی اسّی نوے سال قبل عربی زبان کا حصول، جو قرآن فہمی کے لیے اوّلین شرط ہے، کوئی آسان کام نہ تھا۔ چنانچہ ان چند حضرات نے قرآن فہمی والی ضرورت کو سامنے رکھ کر قرآن کریم کے جاپانی زبان میں ترجمے کا آغاز کیا۔

ہم اس مضمون میں کوشش کریں گے کہ قرآن کریم کے جاپانی زبان میں ان تراجم پر روشنی ڈالیں اور ان میں سے ہر ایک کی خصوصیات و اہمیت واضح کریں۔

۱۔ قرآن کریم کا جاپانی میں پہلا باقاعدہ ترجمہ ایک عالم ساکاموتو ری سیو (کن اچی) Sakamoto Reisyu (kenechi) کے توسط سے انجام پایا۔ یہ ترجمہ جاپانی میں Koran-Kyo کے عنوان کے تحت ۱۹۲۰ء میں دو جلدوں میں ''دنیا کی مقدس کتابوں'' کے ایک سلسلہ میں جو پندرہ جلدوں پر مشتمل تھا، ایک انجمن نشر و اشاعت برائے مقدس کتاب ہای عالم Sekai-Seiten-Fukyu Kai کی معرفت چھپا اور تقسیم ہوا۔ اس ترجمہ کی پہلی جلد ۴۱۹ صفحات اور دوسری ۴۲۸ صفحات پر مشتمل تھی۔

قرآن کریم کے اس ترجمہ کے مترجم ساکاموتو ٹوکیو یونیورسٹی کے کالج ادبیات کے فارغ التحصیل تھے۔ یہ صاحب غیرمسلم تھے اور عربی زبان سے معمولی سی شد بدھ رکھتے تھے۔ انہوں نے ترجمہ کے مقدمہ میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ اس کام میں انہوں نے قرآن کے انگریزی تراجم سے مدد لی ہے، جن میں جارج سیل (George Sale-1734) جی ایم راڈویل (G.M.Rodwell-1861) اور ہنری پالمر (H.Palmer-1880) قابل ذکر ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساکاموتو نے ٹوکیو یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران تاریخ پڑھی اور انگریزی پر بھی عبور حاصل کیا۔ اسی عرصہ میں تاریخ عالم کے ایک حصہ کے طور پر تاریخ یورپ کا مطالعہ کیا۔ یہ

خیال رہے کہ مسلمانوں نے تمدن عالم میں ایک قابل ذکر پیش رفت کی ہے، چنانچہ اسی وجہ سے تاریخ اسلام ساکاموتو کی توجہ کا مرکز بنی۔ ۱۹۰۳ء میں ساکاموتو نے ''تاریخ عالم'' کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی۔ قرآن کے ترجمے کے آخر میں اس امر کا ذکر کیا کہ اسے اسلام کے بارے میں تھوڑی بہت واقفیت ہوگئی ہے، اور خواہش ظاہر کی کہ اس کے بارے میں ایک مفصل کتاب لکھیں گے۔

قرآن کریم کے ترجمہ کے علاوہ ساکاموتو نے ''سیرت محمد [ﷺ]'' کے عنوان کے تحت ایک دلچسپ پیرائے میں کتاب بھی لکھی۔ اس عرصہ میں جبکہ یہ جاپانی ترجمہ قرآن کریم عوام میں متعارف ہو رہا تھا، تب جاپانی لوگ اسلام اور عربی زبان سے ابھی نابلد تھے، بدیں وجہ اس ترجمۂ قرآن کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہ تھی۔ علاوہ بریں چونکہ یہ ترجمہ تقریباً انگریزی تراجم قرآن کا چربہ تھا، اس لیے اس میں قرآنی کلمات کی وضاحت بالکلیہ مفقود تھی اور ہر قدم پر اس امر کا شدت سے احساس ہو رہا تھا، یہاں تک کہ ان کلمات کی وضاحت کے لیے بدھ مت کی اصطلاحات سے جو وہاں کا قدیم مذہب ہے، کام لیا گیا۔ مترادف کلمات اناجیل اُربعہ سے، جو اس وقت جاپان میں ترجمہ شدہ تھی اور کافی پھیل چکی تھیں، استفادہ کیا گیا، یہاں تک کہ کنفیوشس مذہب کی، جو اس وقت جاپان میں کافی اثر پذیر تھا، مذہبی عبارات کی مدد سے قرآن کا ترجمہ کیا گیا تاکہ عام لوگ اسے سمجھ سکیں۔

مترجم کی جزیرہ نمائے عرب اور اس کے لوگوں سے محدود واقفیت کے سبب ترجمۂ قرآن میں بہت حد تک ابہام اور غلط فہمیوں نے راہ پائی۔ بایں ہمہ اس ترجمہ نے جاپان کے پڑھے لکھے طبقہ کو قرآن کے عنوان سے ہی واقف کرایا۔ یوں وہ لوگ اسلام اور قرآن سے روشناس ہوئے۔

۱۹۲۰ء سے لے کر ۱۹۴۰ء کے عرصہ میں جب صنعت و حرفت اور ٹیکنالوجی کے سبب ایک بڑی تبدیلی آئی، جس کے نتیجے میں پوری دنیا پر ایک انقلاب آیا۔ اس وقت اسلام اور قرآن سے متعلق کچھ کتابوں کے فروغ پانے سے تاریخ عالم کے ایک حصہ تاریخ مسلمین اور مذاہب عالم میں قرآن سے جاپانی لوگوں کا ایک گوشہ لگاؤ پیدا ہوگیا۔ یہاں تک کہ ۱۹۳۰ء میں جاپانی مفکرین کی توجہ کافی حد تک ایشیا کے مسلمانوں کے سیاسی و اقتصادی مسائل کی طرف مبذول ہو گئی۔ تب اسلام اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف خصوصی دھیان دینے لگے۔

۲۔ جاپانی میں دوسرا ترجمۂ قرآن تین اشخاص کی باہمی ہمت و کوشش سے انجام پایا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ آریگا آماد (Ariga Amad)، تاکاہاشی گورو (Takashi Goro) اور یاما گوچی میزوہو (Yamaguchi Mizuho)۔ اس ترجمہ کا عنوان جاپانی زبان میں Sei-Koran-Kyo تھا، جو

۱۹۳۸ء میں ٹوکیو میں مسجد کی بنیاد کے موقعہ پر ایک جلد میں ''انجمن نشر و اشاعت کتابِ مقدس قرآن کریم'' (Sei-Koran Kyo Kankokai) کی طرف سے چھپا اور تقسیم ہوا۔ ان تینوں میں تاکاہاشی ترجمہ کا مدیر مسئول تھا، اور آریگا اس کی طباعت اور تقسیم کا انچارج۔ اس کام میں مرکزی کردار تاکاہاشی، اس سے قبل انجیل کے جاپانی ترجمہ کی تکمیل میں بہت مدد دے چکا تھا، جو ۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۱ء تک جاپان میں مقیم ایک امریکی مبلغ این براؤن (N.Brown) اور جی سی ہیپبورن (G.C.Hepborne) نے مل کر کیا تھا۔

۱۸۸۷ء میں انجیل کے عہد نامۂ قدیم و عہد نامۂ جدید کا ترجمہ جاپانی زبان میں رواج پا چکا تھا۔ ان تراجم کے اثرات جاپانی عوام کے افکار و ادبیات اور مذہبی عقائد پر نمایاں تھے۔ تاکا ہاشی، جوانی کے ایام میں مسیحیت کی تلاش میں سرگردان رہا اور اس میدان میں بہت سے تراجم اور ادبی خدمات سرانجام دے چکا تھا۔ مگر یہ کہ اسے آریگا سے کس عہد میں واقفیت ہوئی اور قرآن کریم کے ترجمہ کے کیا محرکات تھے، اس بارے میں کوئی واضح بات معلوم نہیں ہوسکی ہے۔

آریگا جس نے تاکاہاشی سے مل کر قرآن کریم کا ترجمہ سرانجام دیا، جوانی میں تجارت کی غرض سے ہندوستان گیا تھا۔ وہ عیسائی تھا، بمبئی میں قیام کے دوران اسلامی کتب کے مطالعہ اور مسلمانوں کے افکار و خیالات سے متاثر ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوگیا تھا۔ اس کے نام میں لفظ ''آماد'' درحقیقت اس کے اسلامی نام 'احمد' کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ اس نے کچھ عرصہ بعد تجارت کو خیر باد کہی اور تبلیغ اسلام میں لگ گیا۔ اس کام میں اسے اس امر کا احساس ہوا کہ جہاں تک ہو سکے قرآن کریم کی زیادہ سے زیادہ واقفیت پیدا کرے۔ آریگا خود ایک سلیس اور رواں ترجمۂ قرآن کا خواہشمند تھا۔ مذکورہ بالا ترجمۂ قرآن جو چھوٹی تقطیع میں چھپا، مکمل قرآن کا ترجمہ تھا جو ۸۷۸ صفحات میں مکمل ہوا تھا۔ مذکورہ ترجمہ میں مقدمہ موجود نہیں ہے، البتہ تفسیری نکات ضرور ہیں، مگر اس میں متن قرآن نہیں ہے۔ علاوہ بریں سورتوں کی ترتیب میں کچھ فرق ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ راڈویل (Rodwell) کے انگریزی ترجمۂ قرآن کی اساس پر کیا گیا ہے۔

۳۔ ایک بلند پایہ جاپانی محقق جس کا نام اوکوبوکوجی (Okubokoji) تھا اور جس نے اسلام کے بارے میں مطالعہ وتحقیق میں عمر صرف کی تھی۔ قرآن کریم کی ابتدائی تین سورتوں کا جاپانی ترجمہ ''مرکز تحقیقات قرآن'' کی مدد سے کیا۔ یہ نامکمل ترجمہ ۱۹۵۰ء میں Hoyaku-Koran کے نام سے پبلشرز توکو شواین (Toko Shoin) کی طرف سے چھپا اور تقسیم ہوا۔

اگر مسلمان ہونے کے ناطے دیکھا جائے اور یہ کہ ان تراجم کی تکمیل میں غیرمسلموں کا بھی ہاتھ رہا ہے، نیز یہ کہ ان تراجم کی کوئی خاص خوبی بھی نہیں ہے، مگر بایں ہمہ یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ بہرحال ان تراجم نے کئی سال بعد اچھے تراجم کے لیے راہ ہموار کی اور انہی کی بدولت بیشتر جاپانی عوام کو خاص طور پر علماء و فضلاء جاپان کو اسلام سے واقفیت ہوئی ہے۔

۴۔ ایک اور محقق نے جس کا نام اوکاوا شومہ ای (Okawa Shumei) تھا مکمل قرآن کریم کا جاپانی ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ جس کا عنوان Koran تھا جنگ عظیم دوم سے پانچ سال بعد تقریباً فروری ۱۹۵۰ء میں ''ایوا نامی شوتان (Iwanami Shoten) پبلشر کے توسط سے ۸۶۳ صفحات میں چھپا اور تقسیم ہوا۔ ان دنوں بیشتر ممالک اپنی بعد از جنگ آبادکاری میں مصروف تھے، اور جاپان کے تقریباً ہر شہر میں ویرانی افسوسناک حد تک نظر آتی تھی۔ پرنٹنگ مٹیریل کی عدم دستیابی خاص طور پر کاغذ کے حصول کے لیے بیشمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ اس وقت قرآن کریم کا یہ ترجمہ ایک بہت استثنائی حیثیت رکھتا تھا، خاص طور پر یوں کہ اس کی طباعت و تقسیم مترجم کے لیے کوئی نفع بخش کام نہ تھا۔ اس نقطۂ نظر سے اوکاوا کے بہت سے جاپانی دوست جن کو اوکاوا کے ترجمۂ قرآن کریم سے تعلق کا علم نہ تھا، ان کے لیے یہ سمجھنا بے حد دشوار تھا کہ اس نے اس کام میں ہاتھ کیوں ڈالا جبکہ اس کام میں کوئی اقتصادی نفع نہ تھا۔ تب جاپانی حکام اور حکومت وقت چین اور منچوریا پر حملہ کرنے کا سوچ رہے تھے اور عوام وطن پرستی کے تحت مجبور تھے کہ اس معاملے میں ان کے آگے سرتسلیم خم کر دیں۔ ایشیا کی آزادی جس کے لیے اوکاوا نہایت سرگرم کارکن تھے، اتحاد عمومی کا ایک مرکزی محور بنے ہوئے تھے۔ جاپان کی اس جنگ میں شکست اور حملہ آور امریکہ کے وہاں پر قیام کے دوران اوکاوا جنگ میں حصہ لینے کے الزام میں گرفتار ہوا اور پھر زندان میں ڈال دیا گیا۔

عدالت میں پیش ہونے پر پہلے دن (۳۰ مئی ۱۹۴۶ء) اوکاوا نے ایک غیرمعمولی حرکت (abnormality) کا مظاہرہ کیا جس کی تحقیق کے لیے اسے عدالت سے باہر لے گئے۔ امریکی اور جاپانی ڈاکٹروں نے اس کا معائینہ کیا جس کے نتیجے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک دماغی مرض میں مبتلا ہے۔ اس کے بعد عدالت نے اس کے علاج کے لیے اسے ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ وہ بھی اس فیصلے پر خاموش رہا۔ اس واقعے کے بعد اس کے نزدیکی دوستوں کے سوا کوئی بھی اس کے وہاں قیام سے واقف نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ کے بعد ان پراگندہ ایام میں اوکاوا کا نام مکمل طور پر پردۂ اخفاء میں ہے...... مگر یہ کہ کیسے اوکاوا نے جنگ سے پانچ سال بعد قرآن کریم کا ترجمہ کیا اور پھر

اسے چھپوا بھی لیا ہر کسی کے لیے موجب تعجب ہے۔ شاید اس کی زندگی کے اس دور سے کہیں پردہ اُٹھے تو اس سوال کا جواب ملے۔

اوکاوا نے شمالی جاپان کے علاقہ یاماگاتا میں ۱۸۸۶ء میں آنکھ کھولی۔ ادبیات کالج ٹوکیو یونیورسٹی میں شعبہ فلسفہ میں داخلہ لینے کے بعد اس نے مشرقی علوم اور ھندو فلسفہ سے آشنائی پیدا کی۔ اس سے چند سال بعد اس نے جنوبی منچوریا میں اس وقت کی ایک جاپانی ریلوے کمپنی میں ملازمت اختیار کی۔ وہ عام مشغولیت کے ساتھ ساتھ گونہ گوں ادبی کاموں میں بھی لگا رہتا تھا۔ وہ نظری علوم کے ماہر کے طور پر بھی جاپانی معاشرہ میں جانا پہچانا جاتا ہے۔

اوکاوا جو ایک عمدہ محقق تھا، قانون کے شعبہ سے بھی منسلک رہا، چنانچہ اس نے ٹوکیو یونیورسٹی سے، جو جاپان میں تعلیم کا اس وقت اعلیٰ ادارہ تھا، قانون میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ اس کی ڈاکٹریٹ کے مقالہ کا عنوان تھا: ''ایسٹ انڈیا کمپنی کے زبردست علاقوں میں پالیسی کا مطالعہ''۔ اوکاوا کی تحریروں سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ سکول میں پڑھائی کے دوران اس نے سیرت رسول اکرم ﷺ کا بھی مطالعہ کیا تھا اور اسلام کے بارے میں بھی تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ امر جس کی بدولت عمومی طور پر اوکاوا اسلام کے مطالعہ کی طرف آیا اور اسلام کی طرف مائل بھی ہوا، وہ گوئٹے کی تحریروں سے واقفیت تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے مقدمہ برائے ترجمۂ قرآن کے پہلے حصہ میں اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کے بعد بقیہ زندگی اوکاوا نے مطالعہ اسلام میں گزار دی۔

اوکاوا نے تیس سال کی عمر میں ترجمۂ قرآن کا آغاز کیا۔ اس کا ترجمہ سورۂ توبہ تک ایک مقامی مجلّہ میں قسط وار چھپتا بھی رہا۔ انہی ایام میں اس نے حدیث رسول کی ایک کتاب کا ترجمہ کیا اور رسول اکرم ﷺ کی سیرت پر ایک کتاب بھی لکھی۔ ۱۹۴۲ء میں ''میری اسلام سے آشنائی'' کے عنوان سے کتاب شائع کی۔ جاپان میں اسلام کے بارے میں چھپنے والی کتابوں میں یہ کتاب اپنے منطقی طور تحریر، دین (اسلام) کی ایک عمدہ سمجھ بوجھ پیدا کرنے کے ضمن میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔

بیماری کے سبب ہسپتال میں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد اوکاوا نے اپنی دیرینہ خواہش یعنی قرآن کریم کا ترجمہ پورا کرنے کے لیے کمر ہمت باندھی۔ کوئی دو سال کی مدت میں یہ کام انجام کو پہنچا۔ آخرکار یہ ترجمہ ۱۹۵۰ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہوا۔

اوکاوا جو پیغمبر اسلام ﷺ کی تعریف میں بہت رطب اللسان ہیں اور اسلام کے بارے میں کثرت سے مطالعہ بھی کیا، مگر خود مسلمان نہ ہو سکا اور بالآخر ۱۹۵۹ء میں ۷۱ سال کی عمر میں اس کی

حوادث سے پُرزندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ باوجود اس کے کہ اوکاوا مختلف میادین علم میں بے پایاں معلومات رکھتا تھا جن میں اسلام بھی شامل ہے اور کئی زبانوں پر عبور بھی رکھتا تھا مگر عربی زبان سے پوری طرح واقف نہ تھا۔ اس لحاظ سے اس نے جو یادداشتیں چھوڑی ہیں، اس میں درج ذیل قول قابل توجہ ہے:

''صرف ایک پرہیزگار مسلمان جو زبان عربی پر قادر ہو، قرآن کریم کا ترجمہ کماحقہ کر سکتا ہے''۔

۵۔ ایک جاپانی مسلمان بنام اوکاوا ہارومی (Ukawa Harumi) نے ۱۹۵۴ء میں قرآن کریم کا جاپانی میں ترجمہ کیا، اور پاکستان کو ہدیہ کر دیا، مگر اس کی طباعت یا عدم طباعت کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی ہے۔

۶۔ ایک معروف اسلام شناس توشی ہیکو ایزوتسو (Toshi Hiko Izutsu) نے جاپانی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ ''ایوا نامی شوتن'' پبلشر کی طرف سے تین جلدوں میں مسلسل ۹۵۲ صفحات میں Koran عنوان کے تحت ۱۹۵۷ء میں چھپا۔ بعد ازاں ۱۹۶۲ء میں اس کی طباعت دوبارہ ہوئی۔ اس ترجمہ کی پہلی طباعت، جس میں ترجمہ کی کئی اغلاط اور Approach کی نا درستی کے سبب جاپانی مسلمانوں کے غم و غصہ کو اُبھارا تھا، انہیں ''انجمن اسلامی جاپان'' میں موجود کئی اسلامی علوم کے ماہرین کی مدد سے درست کر دیا گیا اور ترجمہ میں موجود غلطیوں کو ٹھیک کر دیا گیا، جن کی بدولت دوسری مرتبہ اس کو چھاپنے کی نوبت آئی۔ اس ترجمہ کی جیبی سائز اور قیمت میں ارزانی نے اسے وسیع پیمانے پر پھیلا دیا، یہی وجہ ہے کہ اتنے سال گزرنے کے باوجود اب بھی پورے جاپان کے کتاب فروشوں کے ہاں یہ ترجمہ با آسانی مل سکتا ہے۔

اس ترجمہ کی ممیّز اہمیت یہ ہے کہ اس کا مترجم گنے چنے محققین اسلام سے تھا۔ نیز وہ عربی پر کامل عبور رکھتا تھا۔ لہذا یہ ترجمہ براہِ راست اصل عربی متن سے ہوا، اس وجہ سے قرآن کے دوسرے تراجم کی نسبت ممتاز ہے۔

توشی ہیکو ایزوتسو ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم کے مراحل سے گزرنے کے بعد ''کہ ای اُو'' (KEIO) یونیورسٹی میں داخل ہو کر فلسفہ اور لسانیات میں ڈگری حاصل کی۔ اس طرح کئی غیر ملکی زبانیں سیکھیں اور عربی زبان میں کامل عبور حاصل کیا۔ ایزوتسو ایک طویل عرصہ تک کہ ای او یونیورسٹی کے شعبہ تعلیمات اور لسانیات میں خدمات سرانجام دیتا رہا اور ان علوم میں طلباء کی تعلیم و تربیت کرتا

رہا۔ بعد ازاں اس نے کینیڈا کی میکگل یونیورسٹی میں مہمان اُستاد کی حیثیت سے کام کیا اور یوں اپنے ملک سے باہر مطالعات اسلامی کی ترقی میں ایک انمٹ نقش چھوڑ گیا۔ وہ تہران یونیورسٹی اور ایران کے برگزیدہ علماء سے بہت گہرے روابط رکھتا تھا، اسی لیے اس نے ایران کا کئی مرتبہ سفر کیا ہے۔

جو جاپانی ترجمۂ قرآن پروفیسر ایزوتسو کے قلم سے نکلا ہے، ایک خاص زبان کا حامل ہے، جو اپنے قاری کے دل میں جاگزیں ہوتا ہے۔ البتہ آزاد نویسی کا انداز، ترجمہ میں کئی اغلاط اور نا درست تعبیرات کا موجب بنا کہ جس کی بدولت ایزوتسو کو جاپانی مسلمانوں کی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنے انداز اور سٹائل کے بارے میں اپنے ترجمۂ قرآن کے مقدمہ میں مترجم نے خود یوں دفاع کیا ہے:

> ''جہاں تک قرآن کی عربی زبان کا تعلق ہے، اسے مقدس کتاب سے موسوم کیا جا سکتا ہے، البتہ دوسری زبانوں میں اس کا ترجمہ وضاحت و تحریر کے اعتبار سے تبدیل ہو جاتا ہے، جو ایک معمولی ادبی چیز نہیں ہے۔ بدیں سبب یہ جاپانی ترجمہ کسی طرح مقدس کتاب نہیں ہو سکتا''۔

ترجمۂ قرآن میں جن بڑی دشواریوں سے مترجم دوچار ہوا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

> ''جتنا ہم عربی دانی میں گہرائی میں جاتے ہیں، اتنا ہی ہمیں احساس ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا عربی سے دوسری کسی زبان میں ترجمہ تقریباً ناممکن نظر آتا ہے''۔

پروفیسر ایزوتسو اسلام کے مختلف پہلوؤں سے مطالعہ کرنے اور ان میں تحقیقات کرنے کے باوجود مسلمان نہ ہوا، اور جلد ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

۷۔ تناکا شیرو (Tanaka Shiro) نے مکمل قرآن کریم کا جاپانی زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ بعنوان (Hitan-Koran-No-Chic) ۱۹۷۲ء میں جاپانی صنعت و تجارت کی ایک کمپنی کی مدد سے جاپان میں چھپا ہے۔

۸۔ تین جاپانی محققین نے جن کے اسماءِ گرامی یہ ہیں: فوجی ماتو کاتسوجی (Fujimato Katsuji)، بان یاسوناری (Ban Yasonari) اور ایکدا اوسامو (Ikeda Osamu) نے مل کر جاپانی زبان میں ترجمہ سرانجام دیا۔ ان میں کاتسوجی نے اس کی چھپائی اور تقسیم کی خدمات فراہم کیں جبکہ باقی دو نے براہِ راست اصل متن عربی سے، جو ۱۹۲۳ء میں مصر میں چھپا تھا، ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کی ناشر

Chua-Koran She جاپان میں ایک بہت معروف فرم تھی، جس نے ایک جلد میں Koran کے عنوان کے تحت اپنے مشہور عالم شاہکار سلسلہ سے ۱۹۷۹ء میں طبع کیا۔

اس ترجمہ میں نا مانوس مذہبی اصطلاحات کی بجائے مروج جاپانی محاورے سے کام لیا گیا ہے۔ اکثر جاپانی شناسانِ قرآن کی علمی حیثیت کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے کئی مقامات پر قرآنی فریم ورک کا لحاظ نہ رکھا جا سکا۔ چنانچہ قرآن کریم کا ترجمہ کرتے وقت حواشی میں بے شمار توضیحات لائی گئی ہیں۔

بایں سبب کچھ کمزوریاں اس ترجمہ میں وارد ہو گئی ہیں۔ یہ ترجمہ با آسانی جاپان کے سبھی بک سیلرز کے ہاں دستیاب ہے، اور تعلیمی وعلمی مراکز کے کتب خانوں میں بھی استفادہ کی غرض سے دیکھا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے۔ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۷۰ء تک کے عرصہ میں جاپانی زبان میں سات ترجمے ہو چکے تھے۔ زمانے کے نشیب و فراز کے باوصف ان تراجم نے جاپانیوں کو قرآن سے روشناس کرانے میں بہت اہم رول ادا کیا ہے۔ مگر اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ قرآن کریم کا جاپانی میں ترجمہ ایک ایسا اہم کام ہے جو کسی ماہر جاپانی زبان مسلمان کے قلم سے انجام پانا چاہیے۔

۹۔ قرآن کریم کا ایک اور جاپانی زبان میں ترجمہ ہے جسے جاپانی مسلمانوں کے شیخ الاسلام حاجی عمر میتا ری اُوچی (Haji Omar Mita Ryiuchi) نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ پہلی مرتبہ Sei-Koran کے عنوان سے ۱۹۷۲ء میں اور اس کے بعد ۱۹۸۲ء میں انجمن اسلامی جاپانی کی مدد سے چھپا اور تقسیم ہوا ہے۔ اس ترجمہ میں، جو ایک جاپانی محقق نے کیا ہے، بہت ہی اہمیتوں کا حامل ہے۔ اس میں ہر آیت کے برابر میں جاپانی ترجمہ دیا گیا ہے، اور حاشیہ میں ان آیات کے بارے میں مختصر توضیحی نوٹس بھی مہیا کیے گئے ہیں۔

حاجی عمر میتا نے جو جاپانی مسلمانوں کے ایک رہبر بھی ہیں، مجھے (مضمون نویس کہتا ہے) اپنی زندگی کے احوال اور کس طرح وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے، بتایا ہے۔ حاجی عمر میتا جاپانی مسلمانوں کے علاوہ جملہ مسلمانوں میں ایک اہم مقام کے مالک ہیں۔ یہ صاحب دسمبر ۱۸۹۲ء میں ایک ساموارئی خاندان، جو جاپان کے مغربی جزائر میں ہونشو کے نام سے موسوم ہے، اس کے منطقہ یاماگوشی کے ایک شہر فوچو میں پیدا ہوئے۔ بے حد ناتوانی اور کمزوری کے باعث لڑکپن میں اپنے ہم جولیوں کے مقابلے میں کافی دیر بعد تحصیل علم کے میدان میں آئے۔ اسی وجہ سے ۲۴ سال کی عمر میں یاماگوشی میں موجود

کامرس کالج سے ڈگری حاصل کی۔ اس سے تھوڑا عرصہ بعد حصولِ علم کے لیے عازم چین ہوئے جس کی تمنا انہوں نے کافی عرصہ سے دل میں بٹھا رکھی تھی۔ حاجی میتا نے اپنے بچپن سے ہی چین کا نام سن رکھا تھا، اور چین اور جاپان کی جنگوں نے انہیں مزید متجسس بنا دیا تھا۔ چین کی طرف ان کے سفر اور اس دوران ملک کی سیر وغیرہ کے وقت ان کو اسلام سے بھی یہیں آشنائی ہوئی۔

حاجی میتاری اوچی طب کے میدان میں مہارت رکھتے ہیں، ان کی اس خدمت کے بدولت انہیں چین کے لوگوں سے بہت قربت حاصل ہوئی اور اسی عرصہ میں چینی زبان بھی سیکھ لی۔ اس قیام کے دوران حاجی ری اوچی نے چینی مسلمانوں سے اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھا۔ ۱۹۲۰ء میں انہوں نے ایک رسالہ جو مشرق بعید میں اقتصاد سے متعلق تھا، ایک مضمون ''چین میں اسلام'' کے عنوان سے لکھا تھا۔ حاجی میتاری اوچی کی زندگی پر تحقیق کرنے والے اس امر کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں کہ یہ صاحب چین جانے سے قبل اسلام سے متعلق معمولی سی معلومات رکھتے تھے۔

۱۰۔ ایک جاپانی مسلمان بنام علی آبہ ہارو (Ali Abe Haruo) نے قرآن کریم کی صرف ۳۸ سورتوں کا ترجمہ جاپانی میں کیا ہے۔ جس میں متن قرآن کے علاوہ انگریزی ترجمہ بھی جاپانی ترجمہ کے ساتھ ہے۔ یہ نامکمل ترجمہ Sei-Quran کے عنوان سے تانی زاوا شوبو (Tanizawa Shoobo) ایک پبلشنگ ادارے کے توسط سے ۱۹۸۲ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر تقسیم ہو چکا ہے۔

۱۱۔ مقالہ نگار نے بھی کئی سالوں کی کوشش و تلاش و جستجو کے بعد ایک ترجمۂ قرآن جاپانی زبان میں ترتیب دیا ہے جیسا کہ مضمون کے پیش لفظ میں بتایا گیا ہے، جو بعنوان Kin-hirsha-Quran، ۱۹۸۸ء میں جاپانی مخیّر مسلمانوں کی امداد سے ایک محدود تعداد میں چھپ کر تقسیم ہو چکا ہے۔ اسی ترجمہ پر جناب صفا صاحب نے نظرثانی اور پھر نظر ثالث بھی کی ہے۔ نظرثانی والا ان کی ذاتی کوشش و اخراجات سے جنوری ۲۰۰۱ء میں محدود مقدار میں چھپا تھا، اب نظر ثالث والا ترجمہ چھپ رہا ہے یا چھپ چکا ہوگا۔

☆☆☆☆☆